کرسمس
کی حقیقت
تاریخ کے آئینے میں
www.KitaboSunnat.com
Huqooq-un-Naas
تحریر: عبدالوارث گل (سابقہ وارث مسیح)
نظرثانی: پروفیسر محمد یحیٰی جلالپوری / محسن فارانی / خاور رشید بٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

کرسمس کی حقیقت

تاریخ کے آئینے میں

تحریر: عبدالوارث گل

نظر ثانی: پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری / محسن فارانی / خاور رشید بٹ

تحریر: عبدالوارث گل

نظر ثانی: پروفیسر محمد یحییٰ جلالپوری/محسن فارانی/خاور رشید بٹ

نام کتاب: کرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

تالیف: عبدالوارث گل

تعداد: پانچ ہزار

سال اشاعت: دسمبر 2013

کمپوزنگ: محمد عمر قادری 0345-4548048

پرنٹرز: دار الحسنیٰ، الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

ناشر: ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن، لاہور

ایڈریس: پیاری ہاؤس، 21-A، بلاک L، عقب نیو جوبلی لائف انشورنس، گلبرگ-III، لاہور

رابطہ: 042-36109672، 0321-4115721

ای میل info@huqooq.org, waris@huqooq.org

ویب سائٹ www.huqooq.org

بنک: البرکۃ بنک، شادمان برانچ، لاہور

اکاؤنٹ: 0100273648015
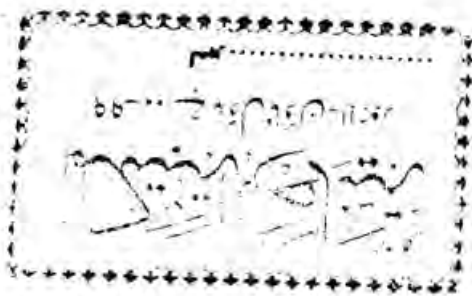
اشاعتی فنڈ: Rs. 10/-

اظہار تشکر

رب رحیم و کریم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے کم زور انسان کو اس خود ساختہ اور گمراہ کن تہوار کے بارے میں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں تمام اساتذہ کرام اور اپنے محسنین پروفیسر محمد یحیٰی صاحب، صوفی محمد اکرم صاحب، اعجاز احمد خواجہ اور ملک شوکت علی بھائی کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے بچوں کی طرح میری تربیت اور کفالت فرما کر انصارِ مدینہ کی سنت کو زندہ کیا، کیونکہ حدیث نبوی ہے: جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کرتا۔ سو اس کے پیش نظر بھائی شاہین اور بھائی بابر انعام کا بھی شکر گزار ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کا ذریعہ بنایا۔

پروفیسر محمد یحیٰی صاحب اور محسن فاروقی صاحب نے صرف اپنی قیمتی آراء و تجاویز سے ہی نہیں نوازا بلکہ اس مضمون کی نوک پلک سنوار کر اسے چار چاند بھی لگا دیئے۔ مزید نظر ثانی مولانا خاور رشید بٹ نے کی جبکہ مولانا ایاز فاروقی، مولانا عبداللہ صاحب نے مفید مشوروں سے مستفید کیا۔ مختلف ذمہ داریوں کے باوجود کڑی مشقت سے بھائی عمر قادری نے کمپوزنگ کا کام مکمل کیا جبکہ ڈیزائننگ کا کام بھائی قاسم طارق نے سرانجام دیا اور بھائی کرامت اللہ ہر وقت مصروف خدمت رہے، میں ان سب کا بھی شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ ان تمام حضرات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائیں۔

آخر میں اپنی اہلیہ محترمہ کا بھی ممنون ہوں اور اس کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں اپنی رضا سے نواز دے جس نے میری شدید مصروفیت پر صبر اور میری خدمت کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

کرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں

(اضافوں کے ساتھ)

﴿مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ (الکہف 18:5)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں انسان کسی بھی مذہب، گروہ، فرقہ، قوم یا ملک سے ہو، اسے خوشی چاہیے۔ وہ خوش ہونا، ہنسنا اور مسکرانا چاہتا ہے، وہ تہوار منانا چاہتا ہے۔ مذہب انسان کی اس فطرت سے واقف ہے، لہذا وہ اسے تقریبات، عیدوں اور تہواروں کی اجازت دیتا ہے۔

انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب وہ خوش ہوتا ہے تو اکثر و بیشتر حدود اللہ سے تجاوز کر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی مذاہب نے ان تقریبات، عیدوں اور تہواروں کو پاکیزہ رکھنے کی ہمیشہ تاکید کی ہے۔ لیکن حضرت انسان کی خواہش نفس کی تکمیل کے آگے جہاں مقدس الہامی کتب اور صحائف نہ بچ سکے وہاں یہ بے چاری عیدیں اور تہوار کیا چیز ہیں؟

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور ماس (Mass) کا مرکب ہے۔

کرائسٹ (Christ) مسیح (علیہ السلام) کو کہتے ہیں اور ماس (Mass) اجتماع، اکٹھا ہونا ہے یعنی مسیح کے لیے اکٹھا ہونا، مسیحی اجتماع یا یوم میلاد مسیح علیہ السلام۔

یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب قریب پایا گیا۔ اس سے پہلے اس لفظ کا استعمال کہیں نہیں ملتا۔

دنیا کے مختلف خطوں میں کرسمس کو مختلف ناموں سے یاد کیا

اور منایا جاتا ہے۔ اسے یول ڈے نیٹوئی (پیدائش کا سال) اور نوائل (پیدائشی یا یوم پیدائش) جیسے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ (نوائے وقت 27 دسمبر 2005ء)

بڑا دن بھی کرسمس کا مروجہ نام ہے۔ یہ یوم ولادت مسیح علیہ السلام کے سلسلے میں منایا جاتا ہے کیونکہ مسیحیوں کے لیے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اس لیے اسے بڑا دن کہا جاتا ہے۔

نہ صرف مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش بلکہ سن پیدائش کے حوالے سے بھی مسیحی علماء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام خیال ہے کہ سن عیسوی مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے مگر قاموس الکتاب اور دیگر مسیحی کتب کی ورق گردانی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت 4 یا 6 ق م میں ہوئی۔ قاموس الکتاب میں 4 ق م دی گئی ہے جبکہ مائیکل ہارٹ ''The Hundred'' میں چھ ق م تسلیم کرتا ہے۔ پیدائش کے دن کے حوالے سے بھی شدید اختلاف ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسا اسے 25 دسمبر کو۔ مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا 6 جنوری کو اور ارمنی کلیسا 19 جنوری کو مناتا ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہ قسطنطین (جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں بت پرستی ترک کر کے عیسائیت میں داخل ہو گیا تھا) کے عہد میں 325 عیسوی میں ہوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسا بڑا دن مناتے بھی تھے یا نہیں۔

یاد رہے کہ مسیح علیہ السلام کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی عیسوی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے۔ لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روم (اٹلی) میں بطور مسیحی مذہبی تہوار مقرر کیا گیا تاکہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشن زحل Saturnalia کو (یہ

رومیوں کا ایک بڑا تہوار تھا، اس روز رنگ رلیاں خوب منائی جاتی تھیں) جو سورج کے راس الجدی پر پہنچنے کے موقع پر ہوتا تھا، پسِ پشت ڈال کر اُس کی جگہ مسیح علیہ السلام کی سالگرہ منائی جائے۔ (قاموس الکتاب ص147)

کینن فیرر نے بھی اپنی کتاب ''لائف آف کرائسٹ'' میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ انجیل (لوقا2:8) سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس رات گڈریے بھیڑوں کو لیے ہوئے بیت اللحم کے کھیتوں میں موجود تھے لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں کرسمس ڈے کے آرٹیکل پر لکھنے والے نے اس پر ایک نہایت عمدہ تنقید کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ دسمبر کا مہینہ تو ریاست یہودیہ (فلسطین) میں سخت بارش کا مہینہ ہے، ان دنوں بھیڑیں یا گڈریے کس طرح کھلے آسمان تلے رہ سکتے ہیں۔

4 صدیوں تک 25 دسمبر تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام نہیں سمجھی جاتی تھی۔ 530ء میں سیتھیا کا ڈاوینس اکسیگز نامی ایک راہب جو ایک منجم (Astrologer) بھی تھا، تاریخ ولادت مسیح علیہ السلام کی تحقیق اور تعین کے لیے مقرر ہوا۔ سو اُس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت 25 دسمبر مقرر کی کیونکہ مسیح علیہ السلام سے پانچ صدیاں قبل 25 دسمبر مقدس تاریخ سمجھی جاتی تھی۔ بہت سے دیوتاؤں کا اس تاریخ پر یا اس سے ایک دو دن بعد پیدا ہونا تسلیم کیا جا چکا تھا، چنانچہ راہب نے آفتاب پرست اقوام میں عیسائیت کو مقبول بنانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت 25 دسمبر مقرر کر دی۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس قوم نے ہفتے میں سورج کی عبادت کے لیے ایک دن مختص کیا ہوا تھا اور اس دن کو وہ مقدس سمجھتے تھے جس کو سنڈے ہولی ڈے کہا جاتا ہوگا کیونکہ

اس دن سورج (Sun) کی عبادت کی جاتی تھی، چنانچہ وہی سنڈے ہولی ڈے بن گیا جو کہ آج عیسائیوں کے یہاں بھی مقدس اور عبادت کا دن ہے۔ (واللہ اعلم)۔

قرآن مجید کی سورت مریم پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے:

﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾

(سورہ مریم 22 تا 25)

"پھر دردِ زہ اسے (مریم کو) کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ وہ کہنے لگی: اے کاش! میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھولی بھلائی ہوتی۔ پھر اس (فرشتے) نے اس کے نیچے سے آواز دی کہ غم نہ کر، یقیناً تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا، وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا۔"

اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ مسیح علیہ السلام کی جائے پیدائش ریاست یہودیہ کے شہر بیت اللحم میں ہوئی۔ اس علاقے میں موسم گرما کے وسط یعنی جولائی، اگست میں ہی کھجوریں ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے ذریعے اللہ نے یہ امر واضح کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کھجوریں پکنے کے مہینے 'جولائی یا اگست کے کسی دن میں ہوئی تھی نہ کہ 25 دسمبر کو، جو کہ یہودیہ (موجودہ فلسطین) میں سخت سردی اور بارشوں کا مہینہ ہوتا تھا۔

جرمن قبائل قدیم زمانہ سے اس موسم کو تعظیم اور تکریم کا موسم سمجھتے تھے۔ سکینڈے نیویا (ناروے، سویڈن، ڈنمارک) کے

بار ایسے ٹیبلوز میں مختلف کردار ادا کر چکا ہے اس میں تمام واقعہ دہرایا جاتا تھا جو مریم علیہا السلام کے ساتھ مسیح علیہ السلام کی ولادت کے ضمن میں پیش آیا۔ اس واقعے کے دوران میں درخت کو مریم علیہا السلام کا ساتھی بنا کر پیش کیا جاتا اور دکھایا جاتا کہ وہ اپنی اُداسی اور تنہائی کی یہ ساری مدت اس ایک درخت کے پاس بیٹھ کر گزار دیتی ہیں۔ چونکہ یہ درخت بھی اسٹیج پر سجایا جاتا تھا اور ڈرامے کے اختتام پر لوگ اس درخت کی ٹہنیاں تبرک کے طور پر ساتھ لے جاتے اور اپنے گھروں میں ایسی جگہ لگا دیتے جہاں اُن کی نظریں اُن پر پڑتی رہیں۔ یہ رسم آہستہ آہستہ کرسمس ٹری کی شکل اختیار کر گئی اور لوگوں نے اپنے اپنے گھروں میں ہی کرسمس ٹری بنانے اور سجانے شروع کر دیے اس ارتقائی عمل کے دوران میں کسی ستم ظریف نے اس پر بچوں کے لیے تحائف بھی لٹکا دیے جس پر یہ تحائف بھی کرسمس ٹری کا حصہ بن گئے ۔ کرسمس ٹری کی بدعت ایک عرصہ تک جرمنی تک محدود تھی۔1847ء میں برطانوی ملکہ وکٹوریہ کا خاوند جرمنی گیا اور اسے کرسمس کا تہوار جرمنی میں منانا پڑا تو اس نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کرسمس ٹری بناتے اور سجاتے دیکھا۔ اسے یہ حرکت بہت بھلی لگی، لہٰذا وہ واپسی پر ایک ٹری ساتھ لے آئے۔ 1848ء میں پہلی مرتبہ لندن میں کرسمس ٹری بنوایا گیا۔ اسے یہ ایک دیوہیکل کرسمس ٹری تھا جو شاہی محل کے باہر آویزاں کیا گیا ۔ 25دسمبر1848ء کو لاکھوں لوگ یہ درخت دیکھنے لندن آئے اور اُسے دیکھ کر گھنٹوں تالیاں بجاتے رہے۔ اس دن سے لے کر آج تک تقریباً تمام ممالک میں کرسمس ٹری ہر مسیحی گھر میں بنایا جاتا ہے۔(ایوری مینز انسائیکلو پیڈیا، نیوایڈیشن1958ء)

ایک رپورٹ کے مطابق آج کل صرف برطانیہ میں 70لاکھ کرسمس ٹری بنائے جاتے ہیں جن پر 150 بلین پاؤنڈ خرچ آتے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ 200 بلین پاؤنڈ کے بلب اور چھوٹی ٹیوب لائٹس بھی نصب کی جاتی ہیں۔ کرسمس ٹری پر جلائی جانے والی لائٹس تقریباً پورا مہینہ جلائی جاتی ہیں۔ یوں صرف ایک ٹری پر ہزار پاؤنڈ یعنی ایک لاکھ ستر ہزار روپے تک کی بجلی جلتی ہے۔ یہ اعداد و شمار صرف برطانیہ کے ہیں، باقی کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کرسمس کا آغاز ہوا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مذہبی رجحان پیدا کیا جائے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابتدا میں یہ ایک ایسی بدعت تھی جس کی واحد فضول خرچی موم بتیاں تھیں لیکن پھر کرسمس ٹری آیا، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب بھی اس میں شامل ہوگئی ۔ شراب کے داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا۔ صرف برطانیہ کا یہ حال ہے کہ ہر سال کرسمس پر 7ارب30 کروڑ پاؤنڈ کی شراب پی جاتی ہے۔ 25 دسمبر 2005ء کو برطانیہ میں جھگڑوں ،لڑائی ، مار کٹائی کے دس لاکھ واقعات سامنے آئے۔ شراب نوشی کی بنا پر 25دسمبر2002ء کو آبروریزی اور زیادتی کے 19ہزار کیس درج ہوئے۔ ایک سروے کے مطابق برطانیہ کے ہر 7 میں سے ایک نوجوان نے کرسمس پر شراب نوشی کے بعد بدکاری کا ارتکاب کیا۔ امریکہ کی حالت اس سے بھی گئی گزری ہے ۔ امریکہ میں ٹریفک کے قوانین کی اتنی خلاف ورزیاں ہوتی ہیں کہ پورا سال نہیں ہوتیں۔ 25دسمبر کو ہر شہری کے منہ سے شراب کی بُو آتی ہے ۔ شراب کے اخراجات چودہ ارب ڈالر تک پہنچ جاتے ہیں ۔ صرف اٹلانٹک سٹی کے جوا خانوں میں اس روز 10ارب روپے کا جوا ہوتا ہے۔ لڑائی مار کٹائی کے

واقعات کی چھ لاکھ رپورٹس درج ہوتی ہیں۔ 25 دسمبر 2005ء کو کرسمس کے روز کثرت شراب نوشی کی وجہ سے حادثوں کے دوران میں اڑھائی ہزار امریکی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ پانچ لاکھ خواتین اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے پٹیں۔ اب تو یورپ میں بھی ایسے قوانین بن رہے ہیں جن کے ذریعے شہریوں کو یہ تلقین کی جاتی ہے کہ وہ کرسمس کی عبادت کے لیے اپنے قریب ترین چرچ میں جائیں، شراب نوشی کے بعد اپنی گلی سے باہر نہ نکلیں۔ خواتین بھی اس خراب حالت میں اپنے بوائے فرینڈز اور خاوندوں سے دور رہیں۔ مذکورہ بالا اعداد وشمار 2004ء اور 2005ء کے ہیں۔

ہم مسلمان بھی اپنی عیدوں پر قانون قدرت کی خلاف ورزیاں کرتے ہیں اور طرح طرح کی بدعتوں کے شکار ہو چکے ہیں لیکن عیسائی دنیا اس معاملے میں مسلمانوں کے مقابلے میں بہت آگے ہے۔

اب تو عیسائیوں کے اندر بھی ایسے گروہ پیدا ہو چکے ہیں جو کرسمس کو پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ اس تہوار پر مختلف اعتراضات کرتے ہے۔ مثلاً مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں کرسمس نہیں منائی۔ اس کے بعد بھی تین صدیوں تک اس تہوار کا نام ونشان نہیں تھا، اس سے کرسمس کی حقیقت مشکوک ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کرسمس کو سپانسر کر کے اسے مذہبی تہوار کی بجائے دکانداری بنا دیا ہے۔ عیسائی مذہب اور اس کے تہواروں میں درخت کی کوئی گنجائش نہیں۔ انجیل میں واضح الفاظ میں یہ حکم موجود ہے: کسی درخت کو کاٹ کر اسے مصنوعی طریقے پر صحن میں نہ گاڑا جائے۔ (شناز شیں بے نقاب)

بائبل میں تقریباً 38 مقامات سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ عیسائیت میں شراب نوشی حرام ہے جبکہ اس روز شراب نوشی اہتمام کے ساتھ کی جاتی ہے۔

خلاصہ کلام

ہر نبی اور رسول نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنی خوشیوں میں بے اعتدالی اور خرمستیوں سے بچو، اسے عیاشی اور ہلے گلے کی نظر نہ کر دو، مگر انسان نے خوشیاں منانے کے سلسلے میں ہمیشہ قدرت کے اس قانون کی خلاف ورزی کی۔ مذکورہ بالا تفصیلات سے کرسمس کی حقیقت سمجھنے میں آسانی ہوگئی ہے کہ اس کا مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اسے خواہ مخواہ عیسائیت کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے۔ جناب مسیح علیہ السلام کی تاریخ پیدائش کا حتمی علم نہ ہونا اور ابتدائے مسیحیت میں اس دن کے منانے کا عدم ثبوت اس موقف کو مزید تقویت پہنچاتا ہے۔

مسلمان اور کرسمس

اسلام کی روشنی میں ایسے موقع پر ایک مسلمان کو مسیحیوں کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

دنیا میں بے شمار لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو محض نمود و نمائش کے لیے اپنی تاریخ پیدائش کچھ ایسے دنوں سے منسوب کر لیتے ہیں جو قومی یا عالمی سطح پر معروف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے یوم ولادت پر مبارک باد دینا بھی خلاف واقعہ ہے جبکہ کسی ایسی شخصیت اور دن کو ماننا اور اس کے بارے میں مبارک باد پیش کرنا کہ جن کے متعلق اول تو یہ بات واضح ہے کہ ماضی میں ان تاریخوں میں سورج دیوتا، سیارے (Jupiter, Satum) یا دیگر بتوں کی پیدائش کا جشن منایا

جاتا تھا۔ دوم مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا دن تو درکنار سن پیدائش بھی معلوم نہیں۔ سوم یہ کہ عیسائیوں کا جس دن کے بارے میں عقیدہ یہ ہو کہ آج کے دن یعنی 25 دسمبر کو اللہ کا بیٹا پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ)، ایک مسلمان کسی کو اس پر کیسے مبارک دے سکتا ہے؟ یاد رکھیں یہ وہ بات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ☆ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (سورہ مریم 19: 88 تا 91)

''اور انہوں نے کہا رحمان نے کوئی اولاد بنالی ہے، بلاشبہ تم ایک بہت بھاری بات (گناہ) تک آپہنچے ہو۔ قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر پڑیں کہ انہوں نے رحمان کے لیے کسی بیٹے کا دعویٰ کیا۔''

لہٰذا مسیحی حضرات کو مبارک باد دینا یا اس ضمن میں کسی بھی تقریب میں شرکت کرنا اسلامی نظریے کے مطابق درست نہیں لیکن ہمارے کچھ نام نہاد علمائے کرام اور آج کا ماڈریٹ مسلمان خواہ مخواہ غیروں کی تہذیب و تمدن سے مرعوب نظر آتا ہے اور بے علمی و جہالت اور نام نہاد روشن خیالی کے سبب نہ صرف مبارک باد اور خوشی کا اظہار کرتا ہے بلکہ مسلمان بھی اس موقع پر برپا کی جانے والی شراب و شباب کی محافل میں شریک ہو کر اظہار یکجہتی کا عملی نمونہ بھی پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے سے قبل میری زندگی میں ایک کرسمس ایسا بھی آیا جس کو میں نے نیکی کا کام سمجھ کے خوب دھوم دھام

سے منایا جس میں 80 فیصد میرے ایسے دوستوں نے شرکت کی جو مسلمان تھے اور صرف شرکت ہی نہیں کی بلکہ ثواب سمجھ کر کرسمس پارٹی کے اخراجات میں میری معاونت بھی کی مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ اب جبکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور گھر میں یا دیگر مقامات پر درس قرآن کی مجالس میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں تو وہی لوگ جو رات 3 بجے تک میرے ساتھ کرسمس مناتے تھے، عذر تراشتے ہیں۔

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ میں جس مادر پدر آزاد تہذیب کو ٹھوکر مار کر آیا تھا، آج کے کچھ مادہ پرست، حواس باختہ سیکولر مسلمان اُسی تہذیب پر رال ٹپکا رہے ہیں۔ جس بے مثال فلسفۂ توحید، لاجواب نظریۂ حیات اور آخرت کی لازوال کامیابی مجھے اور میرے جیسے کروڑوں لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لائی، وہیں اس دین کی تعلیمات سے بے بہرہ، اپنے اسلاف سے کٹے ہوئے، بے یقینی اور نا اُمیدی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے ہوئے کچھ مسلمان اُس تعلیماتِ الٰہی سے نظریں چرا رہے ہیں جس کا بدل پوری کائنات میں نہیں۔ اقبال رحمہ اللہ نے اسی کیفیت کا نقشہ کھینچا تھا:

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارہ؟

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ
رسالہ سہ ماہی ''ایقاظ'' نے اسی سلسلے میں فتاویٰ جمع و شائع کیے تھے جو ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

''دور رسالت مآب ﷺ میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ قربان کرے گا۔ تب نبی ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت تو نہیں پوجا جاتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کیا وہاں ان کے تہواروں میں سے کوئی تہوار تو منعقد نہیں ہوتا تھا؟ صحابہؓ نے عرض کیا: نہیں۔ تب آپ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلو کیونکہ ایسی نذر کا پورا کرنا درست نہیں جو معصیت ہو یا جو آدمی کے بس سے باہر ہو۔''
(ابوداؤد، مسند احمد، ابن ماجہ)

اس سے واضح ہوا کہ مسلمان کا ان مشرکانہ مراسم اور مقامات سے دور رہنا شریعت کو کس شدت کے ساتھ مطلوب ہے۔

* فقہاء نے اس مسئلہ (غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت نہ کرنے اور مبارک باد نہ دینے) پر اجماع نقل کیا ہے۔ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے شام کے عیسائیوں کو باقاعدہ پابند فرمایا تھا کہ دارالاسلام میں وہ اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں منائیں گے؛ اور اسی پر سب صحابہؓ اور فقہا کا عمل رہا ہے، چنانچہ جس ناگوار چیز کو مسلمانوں کے سامنے آنے سے ہی روکا گیا ہو، مسلمان کا وہیں پہنچ جانا اور شریک ہونا کیونکر روا ہونے لگا؟ اس کے علاوہ کئی روایات سے حضرت عمرؓ کا یہ حکم نامہ منقول ہے: ''عجمیوں کے اسلوب اور لہجے مت سیکھو۔ اور مشرکین کے ہاں اُن کے گرجوں میں ان کی عید کے روز مت جاؤ، کیونکہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا

ہے۔" (اقتضاء الصراط المستقیم از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ)

علاوہ ازیں کافروں کے تہوار میں شرکت اور مبارکباد کی ممانعت پر حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ سب متفق ہیں۔

(فقہ حنفی: البحر الرائق لابن نجیم ج ۸، ص ۵۵۵، فقہ مالکی: المدخل لابن حاج المالکی ج ۲ ص ۴۶۔۴۸، فقہ شافعی: مغنی المحتاج للشربینی ج ۴ ص ۱۹۱، الفتاوی الکبری لابن حجر الھیثمی ج ۴ ص ۲۳۸۔۲۳۹، فقہ حنبلی: کشف القناع للبھوتی ج ۳ ص ۱۳۱،)

فقہائے مالکیہ تو اس حد تک گئے ہیں کہ جو آدمی کفر کے تہوار پر ایک تربوز کاٹ دے وہ ایسا ہی ہے گویا اُس نے خنزیر ذبح کر دیا۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۵۴)

کافر کو اُس کے مشرکانہ تہوار پر مبارکباد دینا کیسا ہے؟ اس پر امام ابن القیم الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "یہ ایسا ہی ہے کہ مسلمان اُسے صلیب کو سجدہ کرآنے پر مبارکباد پیش کرے! یہ چیز اس سے کہیں زیادہ سنگین ہے کہ آدمی کسی شخص کو شراب پینے یا ناحق یا حرام شرمگاہ کے ساتھ بدکاری کرنے پر مبارکباد پیش کرے۔ (احکام اھل الذمہ: ج ۳ ص ۲۱۱)

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام تنگ نظر دین ہے۔ دینِ اسلام ہرگز تنگ نظری کی تعلیم نہیں دیتا بشرطیکہ حقیقی مذہبی تعلیمات کی خلاف ورزی نہ ہو۔ تعلیماتِ اسلام سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء و رُسل اس کائنات میں سب سے برگزیدہ تھے، لہٰذا وہ لوگ ہمیں ان سے محبت و عقیدت کی کیا تعلیم دیں گے جن کی اپنی کتابیں ان پر ایسے گندے اور گھناؤنے الزام لگاتی ہیں کہ پڑھنے والے کی شرم سے آنکھیں جھک جاتی ہیں ۔ یہ مقدس معصوم عن الخطا لوگ تو قیامت تک پوری انسانیت اور زندگی کے لیے رول ماڈل ہیں۔ ایک شامِ مسیح علیہ السلام کے نام والا فلسفہ غلط اور ناقص ہے۔ ہر صبح و

شام اللہ اور اس کے دین کے نام ہونی چاہیے۔ یہ لوگ محسنوں کی قدر اور رشتوں کا مقام ہمیں کیا بتائیں گے جو اپنے کتوں کو تو اپنے ساتھ سلاتے ہیں مگر اپنے والدین کو اولڈ ہوم چھوڑ آتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو تہذیب و تمدن کا مطلب ہی مذہب سے آزادی، ناچ گانا، مصوری، بت تراشی و بت پرستی، مردوزن کا اختلاط، کثرت شراب نوشی، جنسی آوارگی، بے راہ روی، ہم جنس پرستی، سود اور لوٹ کھسوٹ ہے یعنی ہر طرح کی مادر پدر آزادی جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

جبکہ اسلام کے نزدیک لفظ تہذیب کا معنی ہی سجانا، آراستہ کرنا، حسین بنانا ہے۔ ہمارے یہاں ہر وہ عمل جزو تہذیب ہے جو ہماری شخصیت کو حسین بنائے اور ہمارے کردار کو عظیم بنائے، نیز ہماری دنیا و آخرت کو سنوارے۔ یہ ہماری تہذیب ہے۔ علم، اخلاص، خدمت اور محبت ہماری تہذیب کے بنیادی اجزا ہیں۔ یہ ہے وہ تہذیب اور اسلام کی بے مثال تعلیم جو نہ صرف انبیاء علیہم السلام کی عصمت، عزت اور مقام و مرتبہ کی حفاظت کا حکم دیتی ہے بلکہ ان کی اطاعت و اتباع اور ان سے ہر وقت محبت اور ہر لحہ ان کی اطاعت کرنے کا درس دیتی ہے۔

اسلامی تہذیب وقتی طور پر جمود کا شکار ضرور ہے مگر یہ جمود اسلام کا مستقل مقدر نہیں۔ اسلامی تہذیب کا مستقبل بھی اپنے ماضی کی طرح روشن ہے۔ ان شاء اللہ! بقول اقبال رحمہ اللہ:

دلیلِ صبح روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب ابھرا، گیا دورِ گراں خوابی
پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں، وہ کارواں تُو ہے

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا ' ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تُو جاوداں تُو ہے
حِنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی، ہے معمارِ جہاں تُو ہے
سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا
یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اُخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی
یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں
یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے
تو رازِ کُن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازِ داں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اُخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا
ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی!
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی
نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وماعلینا الاالبلاغ

عبدالوارث گل (سابقہ وارث مسیح)
جنرل سیکرٹری حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن
0423-6109672,0321-4115721,

تبصرہ

کرائسٹ، یسوع یا مسیح علیہ السلام کا مبینہ یوم پیدائش کرسمس کہلاتا ہے

جسے عالم عیسائیت میں بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے

جس طرح یونانی ورومی بت پرستی کے عقائد اور رسوم وشعائر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے

منسوب مذہب میں در آئے اور عیسائیت ایک نئی صنم پرستی کی شکل اختیار کرگئی،

اسی طرح زحل دیوتا (Saturn) کے مشرکانہ رومی تہوار کو، جو 25 دسمبر کو منایا جاتا تھا،

ولادت مسیح سے منسوب کرکے مسیحی تہوار بنالیا گیا، چنانچہ بڑے بڑے مسیحی فرقے

اس دن کو کرسمس کے نام سے ایک مقدس مذہبی تہوار کے طور پر مناتے آرہے ہیں۔

یہ تہوار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتین سو برس بعد کی اسی طرح کی اختراع ہے جیسے اہل تشیع نے سانحہ

کربلا کے تین صدیاں بعد بغداد میں تعزیے کا پہلا جلوس نکالا یا اربل (عراق) میں ساتویں

صدی ہجری میں شاہ مظفر الدین کوکبوری نے میلاد النبی کا جشن منانے کا آغاز کیا۔

مذہب کے نام پر شروع ہونے والا کرسمس کا تہوار اب سراسر خرافات، بے پناہ مےنوشی،

مردوزن کی عیاشی، قمار بازی اور شرف انسانی کی گراوٹ کی علامت بن کے رہ گیا ہے

اور دانایان مغرب اب سر پکڑے بیٹھے ہیں کہ ان مفسدانہ عوارض سے معاشرے کو کیسے بچایا جائے۔

ہمارے مسلم معاشروں میں بھی جیسا کہ تقلید مغرب کا جنون عروج پر ہے،

عید میلاد کے نام پر ایسی رسمیں جاری ہوگئی ہیں جن کا دین حنیف سے دور کا بھی تعلق نہیں

اور پچھلے دنوں راولپنڈی میں جلوس تعزیہ کے شرکاء نے جس طرح ایک دینی مدرسے اور 100

دکانوں کو نذر آتش کیا، وہ امت کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ محترم عبدالوارث گل جو مسیحیت

کے خارزار سے گلشن اسلام میں آئے ہیں، انھوں نے تاریخ کے آئینے میں کرسمس کی حقیقت

واضح کرکے انسانیت کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اس سے جہاں عیسائیت کی ایک بناوٹی

رسم کا پول کھلتا ہے، وہیں صدق دل سے اسلام کے چشمہ صافی سے اپنی پیاس بجھانے

کی جستجو کرنے والوں کو بھی بچا مشرکانہ رسوم اور بدعات سے کنارہ کشی کرنے کی رہنمائی ملتی ہے۔

(محسن فارانی)

حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن
www.huqooq.org
E-mail: waris@huqooq.org
پیاری ہاؤس A_21 بلاک L گلبرگ III لاہور
Ph: 042-36109672